نقوشِ عصمت

چہاردہ معصومینؑ کی مکمل سوانح حیات

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

ناشر

★

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

سے جنگ میں رنج و تعب اُٹھایا ہے، امتوں سے ٹکرائے ہو، لشکروں کا مقابلہ کیا ہے۔ ابھی ہم دونوں اسی جگہ ہیں جہاں ہم حکم دیتے تھے اور تم مانتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے دم سے اسلام کی چکی چلنے لگی۔ زمانہ کا دودھ نکال لیا گیا، شرک کے نعرے پست ہوئے، افترا کے فوارے دب گئے، کفر کی آگ بجھ گئی، فتنہ کی دعوت خاموش ہوگئی، دین کا نظام مستحکم ہوگیا، تو اب تم اس وضاحت کے بعد کہاں چلے اور اس اعلان کے بعد کیوں پردہ پوشی کی؟ آگے بڑھ کے قدم کیوں پیچھے ہٹائے؟ ایمان کے بعد کیوں مشرک ہوئے جاتے ہو؟ کیا اس قوم سے جنگ نہ کروگے جس نے اپنے عہد کو توڑا اور رسولؐ کو نکالنے کی فکر کی۔ اور پہلے تم سے مقابلہ کیا۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو جب کہ خوف کا مستحق صرف خدا ہے۔ اگر تم ایمان دار ہو۔ خبردار! میں دیکھ رہی ہوں کہ تم دائمی پستی میں گر گئے اور تم نے بست و کشاد کے صحیح حق دار کو دور کر دیا، آرام طلب ہوگئے اور تنگی سے وسعت میں آگئے۔ جو سنا تھا اسے پھینک دیا اور جو بادلِ نخواستہ نگل لیا تھا اسے اُگل دیا۔ خیر تم کیا اگر ساری دنیا بھی کافر ہو جائے تو اللہ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

خیر مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی، تمھاری بے رُخی اور بے وفائی کو جانتے ہوئے جس کو تم لوگوں نے شعار بنا لیا ہے۔ لیکن یہ تو ایک دل گرفتگی کا نتیجہ اور غضب کا اظہار ہے، ٹوٹے ہوئے دل کی آواز ہے، اک اتمام حُجّت ہے، چاہو تو اسے ذخیرہ کر لو۔ مگر یہ پیٹھ کا زخم ہے، پیروں کا گھاؤ ہے، ذلّت کی بقا اور غضبِ خدا اور ملامتِ دائمی سے موسوم ہے اور اللہ کی اس بھڑکتی آگ سے متصل جو دلوں پر روشن ہوتی ہے خدا تمھارے کرتوت دیکھ رہا ہے اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہوگا کہ وہ کیسے پلٹائے جائیں گے۔ میں تمھارے اس رسولؐ کی بیٹی ہوں جس نے عذابِ شدید سے ڈرایا ہے، اب تم بھی عمل کرو میں بھی عمل کرتی ہوں، تم بھی انتظار کرو اور میں بھی وقت کا انتظار کر رہی ہوں۔

حدیث کساء

حدیث کساء وہ بابرکت تذکرہ ہے جو حدیث بھی ہے اور بیان واقعہ بھی، باعثِ برکت بھی ہے اور موجبِ رحمت بھی۔ بیان فضائل بھی ہے اور سبب سعادت بھی۔ صاحبان ایمان میں کون سا انسان ہے جو اس حدیث مبارک کے الفاظ یا مفاہیم سے باخبر نہ ہو، بیماروں کو شفا دینے والی یہی حدیث ہے، حاجت مندوں کی حاجت پوری کرنے کا ذریعہ یہی حدیث ہے، مشکلات میں گرفتار بے سہارا افراد کو سہارا دینے والی یہی حدیث ہے۔ جیسا کہ خود اس کے اندر بھی اس حقیقت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اس کی تلاوت سے رحمتِ خدا نازل ہوتی ہے اور ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور محوِ استغفار ہو جاتے ہیں۔ صاحب بصیرت کے سامنے پڑھی جائے تو کشائش حال حاصل ہوتی ہے، صاحبِ حاجت کے سامنے تلاوت کی جائے تو حاجتیں پوری ہوتی ہیں، اور سیکڑوں سال سے صاحبانِ ایمان اس کے برکات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور کیوں نہ ہوتا۔ تذکرہ صاحبان عصمت و طہارت کا ہے، بیان صدیقہ طاہرہؑ کا ہے، تفسیر قرآن حکیم کی ہے، واقعہ انوار الٰہی کے اجتماع کا ہے، حیرت و حسرت ساکنانِ عرش کی ہے اور عظمت و فضیلت خیر البشر اور ان کی ذرّیت طیبہ کی ہے، پھر ان خصوصیات کے ہوتے ہوئے برکت و سعادت و رحمت کا نزول نہ ہوگا تو کب ہوگا۔

سند کے اعتبار سے حدیث کساء نہایت درجہ معتبر ہے جس کی سند کو بحرین کے جلیل القدر عالم الشیخ عبداللہ البحرانی نے اپنی کتاب عوالم میں نقل کیا ہے اور اسے شیخ جلیل السید ہاشم البحرانی کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے۔ انھوں نے اپنے شیخ الحدیث السید ماجد بحرانیؒ، انھوں نے اپنے شیخ حسن بن زین الدینؒ، انھوں نے اپنے شیخ مقدس اردبیلیؒ، انھوں نے اپنے شیخ علی بن عبدالعالی الکرکیؒ، انھوں نے علی بن ہلال الجزائری، انھوں نے احمد بن فہد الحلیؒ، انھوں نے علی بن خازن الحائریؒ انھوں نے شیخ ضیاء الدین علی بن الشہید الاولؒ، انھوں نے شہید اولؒ، انھوں نے فخر المحققینؒ، انھوں نے

اپنے پدر بزرگوار علامہ حلیؒ، انھوں نے اپنے بزرگ محقق حلیؒ، انھوں نے اپنے بزرگ ابن نما حلیؒ، انھوں نے اپنے شیخ محمد بن ادریس حلیؒ، انھوں نے ابن حمزہ طوسیؒ صاحب ثاقب المناقب، انھوں نے علامہ محمد بن شہر آشوبؒ، انھوں نے علامہ طبرسیؒ صاحب احتجاج، انھوں نے شیخ جلیل حسن بن محمد بن الحسن الطوسی، انھوں نے اپنے پدر بزرگوار شیخ الطائفہؒ، انھوں نے اپنے استاد شیخ مفیدؒ، انھوں نے اپنے شیخ ابن قولویہ قمیؒ، انھوں نے شیخ کلینیؒ، انھوں نے علی بن ابراہیمؒ، انھوں نے ابراہیم بن ہاشم، انھوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطیؒ، انھوں نے قاسم بن یحییٰ الجلا الکوفی، انھوں نے ابوبصیرؒ، انھوں نے ابان بن تغلبؒ، انھوں نے جابر بن یزید اور انھوں نے جابر بن عبداللہ الانصاریؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے صدیقہ طاہرہؑ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ . . . .

بعض حضرات نے اس سند سے ناواقفیت کی بنا پر روایت کے آغاز میں لفظ رُوِیَ عن فاطمۃ الزہراءؑ دیکھ کر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، اس کا راوی معلوم نہیں ہے اور کسی مجہول صیغہ سے شروع ہونے والی روایت کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ رُوِیَ بطور اختصار یا بطور احترام استعمال ہوا ہے ورنہ روایت کی ایک مسلسل سند موجود ہے اور اس میں ایک سے ایک جلیل القدر، مستند اور معتبر عالم کا نام آتا ہے جس کے بعد کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔

اس حدیث کا ایک نسخہ علامہ الشیخ محمد تقی بن محمد باقر یزدی بافقی نے اپنے رسالہ میں درج کیا ہے جس کو انھوں نے عوالم سے براہ راست نقل کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث کتاب عوالم میں موجود ہے جس کی ۰۷ سے زیادہ جلدیں ہیں اور یزد میں حجۃ الاسلام آقای مرزا سلیمان کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ گیارہویں جلد صدیقہ طاہرہؑ کے حالات میں ہے اور اسی میں یہ حدیث شریف پائی جاتی ہے۔

علامہ الشیخ محمد الصدوقی الیزدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک عوالم کے حاشیہ پر درج کی گئی ہے۔ لیکن اصل کتاب میں بہرحال موجود ہے۔

دوسرا نسخہ علامہ جلیل الشیخ فخرالدین محمد الطریحی صاحب مجمع البحرین کا ہے جو عام طور سے ہمارے ملکوں میں رائج ہے اور دونوں میں اس جہت سے نمایاں فرق ہے کہ اس نسخہ میں سلام

کے ساتھ جواب درج نہیں ہے جب کہ عوالم کے نسخہ میں سلام اور جواب سلام دونوں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ عوالم کے نسخہ میں کچھ اور بھی اضافات ہیں جن کا ذکر منتخب طریحی کے نسخہ میں نہیں ہے۔

علامہ دیلمیؒ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب الغرر و الدرر میں نقل کیا ہے اور علامہ الشیخ محمد جواد الرازی نے بھی اس کا تذکرہ اپنی کتاب نور الآفاق میں کیا ہے اور ان کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حدیث عوالم کی گیارہویں جلد میں بھی ہے اور تیرہویں جلد میں بھی ہے۔

بہرحال عبارتوں کے اختلاف کے سلسلہ میں چند خصوصیات کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے تاکہ صاحبانِ تحقیق ان نکات سے استفادہ کر سکیں اور مومنین کو اپنے افادات سے مستفید کر سکیں۔

۱۔ عوالم کے نسخہ میں پیغمبر اکرمؐ کی طرف سے ہر چادر میں آنے والے کے سلام کا جواب بھی مذکور ہے جو قوانینِ اسلام کے عین مطابق ہے۔ اور جن نسخوں میں جواب سلام نہیں ہے ان کی بنا صرف اختصار پر ہے، یا ان علماء نے اس سلام کو سلام تحیہ نہیں قرار دیا ہے جس کا جواب واجب ہوتا ہے۔

۲۔ عوالم کے نسخہ میں سرکار دو عالمؐ نے ہر سلام کا جواب دیتے ہوئے بحسب قوانین اسلام بعض اضافات بھی فرمائے ہیں۔ مثلاً امام حسنؑ کے لیے "ولدی وصاحب حوضی" امام حسینؑ کے لیے "ولدی و شافع امتی" کہا ہے۔ امیرالمومنینؑ کو "خلیفتی وصاحب لوائی" فرمایا ہے، جن خصوصیات پر صاحبانِ معرفت بہترین روشنی ڈال سکتے ہیں۔

۳۔ عوالم کے نسخہ میں سب کے اجتماع کے بعد سرکار دو عالمؐ کے یہ فقرات بھی درج ہیں کہ:

"پروردگارا! یہ میرے اہلبیتؑ اور مخصوصین ہیں۔ ان کا گوشت میرا گوشت ہے، ان کا خون میرا خون ہے جو انھیں تکلیف پہونچاتا ہے اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، اور جو انھیں رنج دیتا ہے اس سے میں رنجیدہ ہو جاتا ہوں، جو ان سے جنگ کرتا ہے اس سے میری جنگ ہے، اور جو ان سے صلح کرتا ہے اس سے میری صلح ہے، جو ان کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے، اور جو ان کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے، یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ پروردگارا! اپنی صلوات و رحمت و برکت و مغفرت و رضا میرے اور ان کے شامل حال کر دے، اور ان سے ہر رجس کو دور رکھ اور ان کی طہارت کا اعلان فرما دے۔"

یہ الفاظ عام رائج نسخہ میں نہیں ہیں جب کہ ان میں فضائل و کمالات کا ایک پورا سلسلہ پایا جاتا ہے

۴۔ عوالم کے نسخہ میں "فلکا" کے ساتھ "تسری" مذکور ہے جب کہ رائج نسخہ میں یسری اور تسری دونوں نقل کیے جاتے ہیں۔ لفظ فُلکِ واحد بھی ہے اور جمع بھی ہے۔

۵۔ آخر حدیث میں عوالم کے نسخہ میں پیغمبر اکرمؐ کے دونوں بیانات کے بعد "وَربّ الکعبۃ" کا ذکر ہے، جب کہ رائج نسخہ میں یہ کلمہ ایک ہی مرتبہ ذکر ہوا ہے۔

حدیث کسا میں معنوی اعتبار سے فضائل آل محمدؐ کے ایسے گوشے پائے جاتے ہیں کہ انسان ان کی معنویت پر غور کرتا رہے اور وجد کرتا رہے اور کلام معصومہ کی بلاغت پر جھومتا رہے۔ اس حقیقت کے بعض گوشوں کی طرف ابتدا میں اشارہ کیا جا چکا ہے اور بعض کی طرف اب اشارہ کیا جا رہا ہے:

مرسلِ اعظمؐ نے بیماری کا ذکر نہیں کیا بلکہ ضعف کا ذکر کیا ہے، اور ظاہر ہے کہ ضعف کا علاج بیماری کے علاج سے مختلف ہوا کرتا ہے۔

مرسلِ اعظمؐ کے ضعف کا تعلق بدن سے ہے جسم سے نہیں ہے اور اس میں ایک بلیغ فرق پایا جاتا ہے کہ جسم میں سر شامل ہوتا ہے۔ لیکن بدن سر کے علاوہ باقی جسم ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ ضعف کا تعلق سر اور دماغ سے نہیں ہو سکتا ہے۔

اہلبیتؑ کو نبوت کے لیے اہل بیت اور رسالت کے لیے معدن قرار دیا گیا ہے جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ نبی کے اہلبیت نہیں ہیں بلکہ نبوت کے گھر والے ہیں، اور پیغام الٰہی ہم کو انھیں کے ذریعہ حاصل ہوگا اجتماع میں شیعہ اور محب دونوں لفظ استعمال ہوئے ہیں جن کا فرق عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے خوب واضح ہو جاتا ہے۔

کامیابی کے اعلان میں ربّ کعبہ کی قسم کا ذکر کیا گیا ہے، جس کی مثال مولائے کائنات کے آخری لمحات میں بھی پائی جاتی ہے۔

آخر کلام میں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ "اذا وجھہ یتلألأ" میں لفظ اِذا ہے اِذاً نہیں ہے۔ اِذاً کا استعمال حدیث کے بالکل آخر میں ہوا ہے جس کے فرق کو صاحبان معرفت و ادب با قاعدہ طور پر محسوس کر سکتے ہیں۔

اللّٰھم اجعلنا منھم واحشرنا مع محمد وآلہ الطاھرین۔

آیتِ تطہیر

صاحبانِ انصاف کے لیے اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ آیت تطہیر اہلبیت اطہارؑ (پنجتن پاک) کی شان میں ان کی طہارت و عصمت کے اعلان کے لیے نازل ہوئی ہے، اور آیتِ کریمہ میں ان حضرات خمسۂ نجبا کے علاوہ کسی دوسری فرد کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کا تعلق نہ ازواج پیغمبرؐ سے ہے اور نہ اصحاب رسولؐ سے ــ علماء شیعہ اور علماء اہل سنّت دونوں اس حقیقت پر متفق ہیں اور بعض متعصبین کے علاوہ کوئی اس حقیقت کا منکر نہیں ہے بلکہ بعض علماء اہل سنت نے تو اس آیت کے ذیل میں ایسے حقائق و معارف کا تذکرہ کیا ہے کہ آنکھیں کھل جاتی ہیں اور یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ عرفانِ حق کسی فرد یا جماعت کی میراث نہیں ہے اللہ جسے بھی توفیق دیدے اور انصاف جس کے بھی شامل حال ہو جائے، وہ حقائق سے باخبر ہو سکتا ہے اور پھر ان معارف کی نشان دہی کر سکتا ہے۔

ذیل میں علماء اسلام کے انھیں جلیل القدر علماء میں سے دو ایک کے افادات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

بیسویں صدی کے عظیم محققین میں ایک شخصیت علّامہ السید علوی الحداد العلوی الحضرمی الجاوی الشافعی کی ہے جنھوں نے ایک عظیم کتاب "القول الفصل فیما لبنی ھاشم وقریش من الفضل" تحریر کی ہے اور اس میں فضائل اہل بیتؑ کے ایسے ایسے گوشے بیان کیے ہیں کہ انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے اور اس کے بعد عالم اسلام میں ہونے والی بددیانتی، ناانصافی اور بے دینی کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ علماء اسلام نے کس طرح روایات کو اپنی مرضی کے مطابق معتبر و غیر معتبر قرار دیا ہے اور کس طرح فضائل اہل بیتؑ کی پردہ پوشی کی ناکام کوشش کی ہے۔

علامہ موصوف اپنی کتاب کے جلد دوم ص ۱۶۲ پر بعض متعصب افراد کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث کسا، بالکل صحیح ہے اور نزول آیت تطہیر کا تذکرہ صحیح مسلم، صحیح ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم، سنن بیہقی میں پایا جاتا ہے اور ابن حبان، صاحب معجم کبیر، طبری، نسائی، تفسیر ابن کثیر،

ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، خطیب، ابن ابی شیبہ، طیالسی وغیرہ نے بھی اس حدیث کا استخراج کیا ہے۔

اس کو صحیح قرار دینے والوں میں مسلم، ابن ابی حاتم، صالح بن محمد اسدی، ابن شاہین، حافظ احمد بن صالح مصری، حاکم، بیہقی، حافظ ابن حجر، ابن عبدالبر، ابن تیمیہ، سخاوی، قسطلانی، کمال، زرقانی، سمہودی، شوکانی جیسے جلیل القدر علماء اہلسنت ہیں اور علماء شیعہ میں تو سبھی نے اسے صحیح اور معتبر قرار دیا ہے، جس کے بعد کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اس کے روایت کرنے والوں میں پندرہ اصحاب رسولؐ بھی ہیں، حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، حضرت عبداللہ بن جعفر، ابن عباس، ام سلمہ، عائشہ، سعد بن ابی وقاص، انس بن مالک، ابوسعید الخدری، ابن مسعود، معقل بن یسار، واثلہ بن اسقع، عمر بن ابی سلمہ، ابوالحمراء وغیرہ۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے آیت کی دلالت اور اس کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض علماء شافعیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت شریفہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہلبیت اطہار سرچشمۂ فضائل و کمالات ہیں، اور ان کے علاوہ جہاں بھی کوئی کمال پایا جاتا ہے سب انھیں کا صدقہ اور طفیل ہے جس طرح کہ غلام آقا کے ساتھ شریک منزل رہتا ہے۔ یہ حضرات پیغمبر اسلامؐ کے خواص، وارث، خلیفہ اور قرآن کے ہمسر و ہم زبان ہیں۔ ان کے فضائل میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے۔ ان کا جیسا شرف نہ آلِ عباس کو حاصل ہوا ہے اور نہ آلِ جعفر کو۔۔ بلکہ حد یہ ہے کہ اولاد علیؑ میں بھی اولاد فاطمہؑ کے علاوہ کسی کو یہ شرف و کمال حاصل نہیں ہوا ہے۔ اسی لیے علامہ بیہقی نے جب واثلہ بن اسقع کے بارے میں روایت نقل کی کہ "انت من اھلی" تو اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ واثلہ کو اہلبیتؑ سے ملایا گیا ہے جو خود اہلبیتؑ کے کمالِ شرف و فضل کی بہترین دلیل ہے۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے علامہ سمہودی کے حوالہ سے آیت کے معنی و مفہوم کے بارے میں ایک طویل تحقیق درج کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیتِ کریمہ میں تقریباً پندرہ خصوصیات پائے جاتے ہیں، اور ہر خصوصیت عظمت و فضیلت اہلبیتؑ کی ایک مستقل دلیل ہے۔

۱۔ آیت کا آغاز لفظ انما سے ہوا ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ نے اپنے ارادہ کو ان کی

طہارت میں منحصر کر دیا ہے اور یہ ان کے سرچشمۂ خیرات و برکات ہونے کی بہترین دلیل ہے۔

۲۔ پروردگار عالم نے یہ اہتمام صرف انھیں کے فضائل کے بیان کے لیے کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ اہتمام کسی اور مقام پر نظر نہیں آتا ہے۔

۳۔ مصدر تطہیر کا ذکر کر کے بات میں مزید زور پیدا کر دیا گیا ہے۔

۴۔ "تطھیرًا" کو نکرہ استعمال کر کے یہ اظہار کیا گیا ہے کہ یہ طہارت ایک خاص اور عظیم قسم کی طہارت ہے جس کا قیاس عام طہارتوں پر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ پیغمبرؐ کا ان حضرات کو اہلبیتؑ کہہ کر دعائے تطہیر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ ارادۂ الٰہی کے ساتھ مدعائے پیغمبرؐ بھی کام کر رہا ہے اور سب کو فضائل اہلبیتؑ کے نشر کرنے کی فکر ہے۔

۶۔ ابوسعید خدری کی روایت کی بنا پر آیت میں خود پیغمبر اکرمؐ بھی شامل ہیں جو اہلبیتؑ کی عظمت کی مزید دلیل ہے۔

۷۔ حضورؐ نے اہلبیتؑ کے حق میں برکات و رحمت و صلوات و مغفرت کی دعا کی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہی حضرات صاحبانِ تطہیر ہیں ورنہ صاحبانِ تطہیر کے علاوہ کوئی ان دعاؤں کا حق دار نہیں ہو سکتا ہے۔

۸۔ پیغمبرؐ نے ہر دعا میں اپنے کو بھی شامل رکھا ہے تاکہ اس سے اہلبیتؑ کی مساواتِ شرف کا بھی اندازہ ہو جائے۔

۹۔ حضورؐ نے مقام دعا میں جناب ابراہیمؑ پر نزولِ رحمت کا بھی ذکر کیا ہے جو اہلبیتؑ کے وارثِ ابراہیمؑ اور ہم رتبۂ ابراہیمؑ ہونے کی دلیل ہے۔

۱۰۔ حضورؐ کا صلوات کے لیے دعا کرنا دلیل ہے کہ اہلبیتؑ مستحقِ صلوات ہیں اس لیے کہ پیغمبرؐ کی دعا رد نہیں ہوتی ہے۔

۱۱۔ "انھم منّی وانا منھم" ایک اشارہ ہے کہ اہلبیتؑ جملہ مراتب فضل و کمال میں سرکار دو عالمؐ کے شریک ہیں۔

۱۲۔ ارادۂ تطہیر و اذہاب رجس ایک مستقل دلیل ہے کہ اہلبیتؑ آخرت میں بھی آتشِ جہنم سے مکمل طور پر محفوظ ہیں۔

۱۳۔ روزانہ صبح کو دروازۂ زہراؑ پر آکر سلام کرنا ایک اشارہ ہے کہ جن کا مرتبہ بلند تر ہوتا ہے ان کا کردار بھی بلند تر ہونا چاہیے اور اہلبیتؑ ایسے ہی ہیں۔

۱۴۔ حدیث میں سرکار کا اپنے بارے میں یہ فرمانا کہ اللہ نے مجھے بہترین گھرانے میں رکھا ہے خود اہلبیتؑ کے بہترین افراد ہونے کی دلیل ہے۔

۱۵۔ آپ نے طہارت اور مساوات کمال کا اعلان کر کے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اہلبیتؑ پر صدقہ حرام ہے اس لیے کہ صدقہ ہاتھوں کا میل اور ایک طرح کا کثیف مال ہوتا ہے جو اہل تطہیر کے شایانِ شان نہیں ہے۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے بعض محققین کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اگرچہ اہلبیت میں گھر اور گھرانے والے سبھی شامل ہو جاتے ہیں لیکن عام اطلاق کے موقع پر رہائشی گھر والے شمار نہیں ہوتے ہیں بلکہ صرف گھرانے والے ہی شمار ہوتے ہیں جو ہمیشہ گھرانے کے ساتھ رہتے ہیں رہائشی گھر والے تو کسی وقت بھی گھر سے جدا ہو سکتے ہیں۔ زوجہ طلاق کے بعد اپنے گھر یا دوسرے شوہر کے گھر چلی جاتی ہے اور اس کے گھر والوں میں شامل ہو جاتی ہے لہٰذا وہ اہلبیت میں شامل نہیں ہو سکتی ہے۔

قرآن مجید نے ازواج کو یا نساء النبی کہہ کر خطاب کیا ہے یعنی نبی کی طرف نسبت دی ہے اور اہلبیتؑ کی کوئی نسبت نہیں بیان کی ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ اہلبیت اور ہیں' اور ازواج اور۔ ازواج میں حضورؐ شامل نہیں ہیں اور اہلبیتؑ میں حضور نے اپنے کو بھی شامل کیا ہے۔

آیت تطہیر میں لفظ بیت واحد ہے اور ازواج اہلبیت نہیں ہیں بلکہ "اہل بیوت" یعنی مختلف گھر والی ہیں۔ پھر بیت پر بھی الف لام داخل کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی خاص گھر ہے۔
جناب ام سلمہ کو علیٰ خیر کہہ کر چادر سے دور رکھنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آیت تطہیر میں ازواج کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ صرف پنجتن پاکؑ کی عظمت و عصمت و طہارت و جلالت کے اعلان کے لیے نازل ہوئی ہے۔

اصحابِ کساء

خدا بُرا کرے تعصب، حسد اور اہلبیتؑ دشمنی کا کہ اسلام کی کوئی مسلمہ حقیقت مسلم نہ رہنے پائی اور ہر جگہ حکومت کے نمک خواروں نے کوئی نہ کوئی شبہ پیدا کر دیا۔ آیتِ تطہیر اہلبیت اطہارؑ کی شان میں ہے اور اہلبیت سے مراد حضرات خمسہ نجباء ہیں کون نہیں جانتا ہے۔ لیکن دورِ قدیم و جدید میں ایسے افراد بہرحال پیدا ہوتے رہے ہیں جن کا کام ہی حقائق میں تشکیک کرنا اور مسلماتِ اسلام کو شبہات کی نذر کر دینا ہے۔ انھوں نے آیت کے قبل و بعد کا سہارا لے کر اسے ازواج پیغمبرؐ اسلام سے مربوط کرنا چاہا ہے اور ضمناً یہ اعتراف بھی کرتے رہے ہیں کہ اہلبیتؑ کا دائرہ ازواج سے زیادہ وسیع ہے اور اس میں حضرات علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی بھی گنجائش ہے۔ کہ جس کے بعد ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا جس نے اس گنجائش کو بھی ختم کر دیا اور اپنے خیال خام میں دلائل قائم کر دیے کہ اہلبیتؑ کا اطلاق حضرات معصومینؑ پر نہیں ہو سکتا ہے، اس سے مراد صرف ازواجِ پیغمبرؐ ہیں۔ اور پھر دو ایک روایتیں بھی تیار کر دیں جن میں راویوں نے اہلبیتؑ کو ازواج سے وابستہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے مقابلہ میں ان تمام احادیث کو نظر انداز کر دیا ہے جن میں اہلبیت کی مکمل وضاحت موجود تھی اور حضرات معصومینؑ کے اسماء گرامی درج تھے اور جس کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ بلکہ جناب ام سلمہ کا روک دینا دلیل تھا کہ اس میں ازواج شریک نہیں ہیں۔ بہرحال یہ زمانہ کا ایک کرشمہ ہے کہ جس زوجہ پیغمبرؐ نے داخل ہونے کی کوشش کی اسے سرکار دو عالمؐ نے روک دیا اور جس کا اس موقع پر پتہ اور نشان بھی نہیں تھا اسے ازغیب آیت میں شامل کر دیا گیا۔

اس وقت بطور حاصل مطالعہ امام احمد بن حنبل اور ان کے زمانہ یا بعد کے مستند علماء اہلسنت کے حوالے ذکر کیے جا رہے ہیں جنھوں نے نام بنام حضرات علیؑ و فاطمہؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کی

شان میں آیتِ کریمہ کے نزول کا ذکر کیا ہے اور جس کے بعد کسی تشکیک اور تردید کی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے :

۱۔ حافظ ابو داؤد الطیالسی سلیمان بن داؤد بن الجارود البصری صاحب کتاب مسند ج ۸ ص ۲۷۴ طبع حیدرآباد
۲۔ علامہ حافظ ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی صاحب مسند ج ۱ ص ۳۳۱ طبع قاہرہ
۳۔ حافظ محمد بن عیسیٰ ترمذی صاحب صحیح ترمذی حسب نقل ابن حجر
۴۔ حافظ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کوفی صاحب مسند بحوالہ فلک النجاۃ ص ۴۲
۵۔ علامہ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی صاحب خصائص ص ۴
۶۔ حافظ محمد بن جریر طبری صاحب تفسیر ج ۲۲ ص ۵ طبع مصر
۷۔ حافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد الرازی بحوالہ فلک النجاۃ
۸۔ سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی صاحب معجم بحوالہ صواعق
۹۔ علامہ جصاص صاحب احکام القرآن
۱۰۔ حافظ حاکم ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری صاحب مستدرک ج ۲ ص ۴۱۶، ۳ ط ۱۴۶، ۳ ص ۱۵۹، ۳ ص ۱۴۲
۱۱۔ علامہ محدث احمد بن الحسین بن ہارون المؤید باللہ صاحب کتاب امالی ص ۲۳
۱۲۔ حافظ احمد بن الحسین بن علی البیہقی صاحب سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۴۹
۱۳۔ علامہ حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی صاحب تاریخ بغداد ج ۱۰
۱۴۔ علامہ حافظ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر الاندلسی صاحب استیعاب ج ۲ ص ۴۶۰
۱۵۔ علامہ محدث الشیخ ابو الحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری صاحب کتاب اسباب النزول ص ۲۶۷
۱۶۔ حافظ دیلمی صاحب کتاب فردوس بحوالہ صواعق
۱۷۔ حافظ حسین بن مسعود الشافعی البغوی صاحب مصابیح السنہ ج ۲ ص ۲۰۴
۱۸۔ علامہ محمود بن عمر الزمخشری صاحب کشاف ج ۱ ص ۱۹۳
۱۹۔ علامہ قاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ الاشبیلی صاحب احکام القرآن ج ۲ ص ۱۶۶
۲۰۔ ابو المؤید موفق بن احمد اخطب خطباء خوارزم صاحب مناقب ص ۳۵
۲۱۔ علامہ علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ دمشقی المعروف بابن عساکر صاحب تاریخ دمشق

۲۲۔ علامہ فخر الدین الرازی صاحب تفسیر معروف
۲۳۔ ابو السعادات مبارک بن محمد بن اثیر الجزری صاحب جامع الاصول ج ۱ ص ۱۰۱
۲۴۔ علامہ محدث الشیخ حسن بن الحسین بن علی بن محمد بن بطریق الاسدی صاحب کتاب نہج العلوم
۲۵۔ علامہ الشیخ عز الدین ابو الحسن علی بن اثیر الجزری صاحب اسد الغابہ
۲۶۔ علامہ یوسف الواعظ بن عبداللہ المشتہر بابن الجوزی صاحب تذکرۃ خواص الامۃ
۲۷۔ علامہ گنجی شافعی صاحب کفایۃ الطالب
۲۸۔ علامہ کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی صاحب مطالب السؤل
۲۹۔ علامہ الشیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی صاحب الجامع لاحکام القرآن
۳۰۔ علامہ الشیخ یحییٰ بن شرف الدین دمشقی صاحب شرح المہذب
۳۱۔ علامہ قاضی بیضاوی صاحب تفسیر معروف
۳۲۔ حافظ محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری صاحب ذخائر العقبیٰ
۳۳۔ علامہ نسفی صاحب تفسیر مدارک
۳۴۔ علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی صاحب مشکوٰۃ المصابیح
۳۵۔ علامہ جلیل ابو الفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی صاحب تفسیر معروف
۳۶۔ حافظ نور الدین علی بن ابو بکر الہیثمی صاحب مجمع الزوائد
۳۷۔ الشیخ الامام علی بن محمد المعروف بابن الصباغ المالکی صاحب الفصول المہمہ
۳۸۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی العسقلانی المعروف بابن حجر صاحب اصابہ
۳۹۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی صاحب تلخیص المستدرک
۴۰۔ علامہ الشیخ حمید بن احمد المحلی الیمانی صاحب الحدائق الوردیہ
۴۱۔ علامہ نظام الدین الحسن الاعرج القمی صاحب تفسیر نیشاپوری
۴۲۔ محدث جلیل السید عطاء اللہ الحسینی صاحب روضۃ الاحباب
۴۳۔ علامہ جلال الدین السیوطی صاحب در منثور
۴۴۔ علامہ مورخ غیاث الدین بن ہمام الدین صاحب حبیب السیر

۴۵۔ الشیخ احمد بن حجر المکی صاحب صواعق محرقہ

۴۶۔ علامہ میر محمد صالح کشفی صاحب مناقب مرتضوی

۴۷۔ محدث جلیل علاء الدین بن عبد الملک حسام الدین المعروف بالمتقی الہندی صاحب منتخب کنز العمال

۴۸۔ علامہ محمد الشربینی الخطیب صاحب تفسیر سراج منیر

۴۹۔ علامہ الشیخ محمد الشافعی الیمانی صاحب منظومہ

۵۰۔ علامہ ملا علی القاری صاحب شرح الفقہ الاکبر

۵۱۔ صاحب ارجح المطالب

۵۲۔ علامہ برہان الدین الشافعی صاحب السیرۃ الحلبیۃ

۵۳۔ محدث زرقانی صاحب کتاب معروف

۵۴۔ علامہ عبد اللہ بن محمد بن عامر

۵۵۔ علامہ شیخ محمد صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین

۵۶۔ علامہ قاضی الحسین بن احمد بن الحسین الیمانی صاحب الروض النضیر

۵۷۔ علامہ الشیخ محمد بن علی الشوکانی فتح القدیر

۵۸۔ شہاب الدین محمود الآلوسی صاحب روح المعانی

۵۹۔ علامہ شبلنجی صاحب نور الابصار

۶۰۔ علامہ صدیق حسن خاں بھوپالی صاحب تشریف البشر

۶۱۔ الشیخ یوسف بن اسماعیل بنہانی صاحب الشرف المؤبد

۶۲۔ علامہ ابوبکر بن شہاب الدین الشافعی صاحب رشفۃ الصادی

۶۳۔ علامہ السید العلوی الحداد الصادق الحضرمی الشافعی صاحب القول الفصل

پردہ اور سیرتِ معصومینؑ

سیرت خود ایک ساکت و صامت حقیقت ہوتی ہے اس لیے اس سے استدلال قائم کرنے سے پہلے اس کی نوعیت پر نظر کرنا ضروری ہوتا ہے کہ نوعیت کو دریافت کیے بغیر سیرت سے استدلال ایک بے معنی امر ہوگا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لیجیے کہ آپ نے کسی معصوم کو دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ظاہر ہے کہ اس نماز سے اتنا تو ضرور اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس وقت میں دو رکعت نماز قائم کرنا جائز ہے لیکن یہ فیصلہ ناممکن ہوتا ہے کہ یہ نماز سنت ہے یا واجب۔ واجب ہے تو صرف معصوم کے لیے واجب ہے یا دوسرے افراد کے لیے بھی واجب ہے۔ اس نماز کی نوعیت دریافت کرنے کے لیے مذہب کے دوسرے قوانین پر نظر کرنا ہوگی۔ مثلاً یہ دیکھا جائے گا کہ اسلام میں واجب نمازوں کی تعداد معین ہوچکی ہے اور معصوم کے خصوصیات کی بھی تحدید کی جاچکی ہے اس لیے یہ نماز واجب نہیں ہوسکتی ہے اور نہ اس کا شمار خصوصیات معصومینؑ میں ہوسکتا ہے اس لیے اس نماز کا مستحب ہونا امر یقینی ہے۔ یہی حال جملہ سیرتوں کا ہے کہ جب تک ان کی نوعیت نہ معلوم ہوجائے اس وقت تک ان کے بارے میں فیصلہ کرنا غیر ممکن ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پردے کے بارے میں بھی اسلام کا موقف دریافت کیا جائے تاکہ اس کی روشنی میں سیرت کا تجزیہ کیا جاسکے۔ قرآن و سنت کے اکثر بیانات سے اس موقف کی وضاحت کرنے کے لیے اس وقت معصومۂ عالم جناب فاطمہ زہراؑ کا یہ فقرہ پیش نظر ہے جو آپ نے سرور کائنات کے سوال پر ارشاد فرمایا تھا۔ آپؐ کا سوال یہ تھا کہ عورت کے لیے سب سے اچھی چیز کیا ہے؟ اور معصومۂ عالمؑ کا جواب یہ تھا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ نہ اس پر کسی مرد کی نگاہ پڑے اور نہ وہ کسی مرد کو دیکھے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پردہ یک طرفہ ستر کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں طرفین کی حیا و غیرت کو دخل ہے۔ پردہ صرف گھر میں بیٹھنے کا نام نہیں ہے بلکہ گھر سے نکلنے کے بعد بھی مردوں کی نظر سے بچنے کا نام ہے اور گھر میں رہ کر بھی نامحرم کی نگاہ سے